ایک بہتر ہندوستانی سماج کی تشکیل میں

اسلام کیا حصہ لے سکتا ہے؟

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار پنجم

۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱ء

کمپیوٹر کمپوزنگ .... شعیب عالم ندوی

طباعت .... کاکوری آفسٹ پریس

قیمت .... پندرہ روپے

تعداد .... ۱ ہزار

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(دار العلوم ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تقریر صابو صدیق انسٹی ٹیوٹ بمبئی کے "المالطیفی ہال" میں ۳۰/اپریل ۷۲ء (مطابق ۱۵/ربیع الاول ۱۳۹۲ھ) بروز اتوار ۱۰ بجے دن کو کی گئی، جلسہ کی صدارت ملک کے مشہور ادیب، عالم اور انشاء پرداز مولانا عبدالماجد دریابادی نے کی، سامعین میں ہندوستان گیر شہرت رکھنے والے فضلاء، ادباء، ماہرین تعلیم، سماجی کارکن اور سیاسی رہنما کثیر تعداد میں شریک تھے، غیر مسلم بھائیوں کی بھی ایک تعداد شریک تھی۔

اب یہ تقریر جو ٹیپ سے نقل کی گئی ہے، مقرر کی نظر ثانی اور بعض نکات کی مزید وضاحت و تشریح کے بعد شائع کی جارہی ہے۔

(مرتب۔ اسحاق جلیس ندوی)

www.abulhasanalinadwi.org

ایک بہتر ہندوستانی سماج کی تشکیل میں اسلام کیا حصہ لے سکتا ہے؟

آج کا موضوع

حضرات! یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے ایک ایسے جلسے میں بولنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے جس کی صدارت ہمارے ملک اور عہد کے مشہور ادیب وانشاء پرداز اور مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادی فرمارہے ہیں' جن کی تحریروں سے میں نے ہمیشہ استفادہ کیا ہے' اور اب بھی کرتا رہتا ہوں' اس طرح مجھے ان سے ایک طرح کا معنوی تلمذ حاصل ہے۔

دارالمصنفین (جس کے سلسلے میں اس وقت ہماری حاضری[1] ہوئی ہے) کے موضوع اور روایات کا تقاضا تو یہ تھا کہ آج کی تقریر کا موضوع ہوتا "ہندوستان کے گزشتہ معاشرے وتہذیب پر اسلام نے کیا اثر ڈالا؟" مگر اس

---

[1] دارالمصنفین اعظم گڑھ کے ان ہمدردوں اور اہل ذوق کی دعوت پر جن کا تعلق بمبئی سے تھا دارالمصنفین کی مجلس انتظامیہ کا جلسہ بمبئی میں ہونا طے پایا تھا' اس سلسلے میں اس ادارے کے ارکان انتظامی بمبئی میں آئے ہوئے تھے' ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ۲۷/۲۸/ اپریل ۱۹۷۲ء کو الماللطیفی ہال میں جلسوں کا انتظام کیا گیا جس میں موقر ارکان وفد نے علمی مقالات پڑھے' ۳۰/ اپریل کو اسی ہال میں یہ تقریر کی گئی تھی' جو قارئین کے سامنے ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

موضوع پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے' خود دارالمصنفین کی مطبوعات میں اس موضوع پر وافر مواد ملتا ہے' یہ موضوع بھی ایک مقرر اور داعی کے لئے بہت کشش رکھتا ہے' میں بڑی خوشی اور اعتماد کے ساتھ اس پر اپنے معروضات پیش کرتا لیکن اس موضوع پر مسلم اور غیر مسلم فضلاء نے بہت کچھ لکھا ہے کے۔ایم پانیکر صاحب کی کتاب (A SURVEY OF INDIAN HISTORY) ہمارے ملک کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی کتاب (DISCOVERY OF INDIA)' ڈاکٹر تاراچند کی کتاب (INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE)' سر جادوناتھ سرکار اور این' سی' مہتہ (N.C. MEHTA) کے فاضلانہ انگریزی مضامین اور بہت سے مسلمان مصنفین کی کتابوں میں جیسے سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب کی کتاب "ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک" وغیرہ میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔

ماضی سے اہم حال

واقعہ یہ ہے کہ ہمارا تعلق ماضی سے زیادہ حال سے ہے' ہندوستانی سماج کی تشکیل میں اسلام کیا حصہ لے سکتا اور کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟ ملک اور ہم مسلمانوں کے لئے یہ موضوع زیادہ اہمیت رکھتا ہے' حقیقت تو یہ ہے کہ آج کے اس منتخب اجلاس میں اور تعلیم یافتہ سامعین کے سامنے ہم کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اس بدلتی ہوئی دنیا اور اس انقلابی دور میں جب کہ حالات تیزی سے بدل رہے ہیں' اور ایک نیا سماجی ڈھانچہ بن رہا ہے' ہم بحیثیت ہندوستانی اور بحیثیت صاحب دعوت مسلمان کے اس ملک کی تشکیل جدید میں کیا حصہ لے

www.abulhasanalinadwi.org

سکتے ہیں؟ اور ہماری دعوت اور تعلیمات میں اس ملک کو دینے اور اس ملک کی رہنمائی کرنے اس ملک کو استحکام عطا کرنے اور اسے ہر خطرے سے بچانے اور پوری دنیا میں باوقار بنانے کے لئے کیا صلاحیت پائی جاتی ہے؟ یہ میں قومی تعلق کی بنا پر جو بڑی کمزوری رہی ہے اور احساس برتری کی بنا پر نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ بالکل حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر سے اور ایک ایسی ملت کے فرد کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں جس کی حیثیت یہ نہیں ہے کہ وہ سبزۂ خودرو کی طرح ہندوستان کے جنگل میں اگ آئی ہو بلکہ وہ ایک اہم مقصد رکھتی ہے اس کا فرض ہے کہ وہ جس ملک میں رہے اس کے حالات سے اس کے حال و مستقبل سے بے تعلق نہ رہے وہ خیالی دنیا میں زندگی نہ گزارے وہ اپنے کو زندگی کے دھارے سے الگ نہ رکھے اس کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ملک کی آبادی کے دوسرے عناصر اور فرقوں کی طرح ایک ہی کشتی میں سوار ہے۔

ایک دلنشین تمثیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت مؤثر اور دلنشین پیرایۂ بیان میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کسی خطرے سے اپنے کو بالاتر سمجھنا اور ایک حصار کی وجہ سے اپنے کو محفوظ سمجھ لینا بڑی خام خیالی کی بات اور خودکشی کے مرادف ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا:

"اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے روکنے والے اور اس میں مبتلاء ہو جانے والے کی مثال ایسی ہے کہ کچھ مسافروں نے ایک کشتی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی بعض لوگوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

حصے میں اوپر کی منزل آئی اور بعض کے حصہ میں نیچے کی، (پانی کا انتظام بالائی منزل میں تھا) نیچے والے جب اوپر پانی لینے کے لئے جاتے تو اوپر والوں کے پاس سے گزرنا پڑتا (اور ان کو کچھ تکلیف ہوتی اور وہ شکایت کرتے) نیچے والوں نے کہا کہ پھر تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے حصے میں سوراخ کرلیں اور وہیں سے (بیٹھے بیٹھے) پانی بھر لیا کریں اور ان "بالانشینوں" کو زحمت نہ دیں، اب اگر بالائی منزل والوں نے ان کو اپنی تجویز پر عمل کرنے دیا تو سب ہلاک ہوجائیں گے، اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ لیا (اور ان کے آنے جانے کی زحمت گوارا کی) تو سب بچ جائیں گے۔" (صحیح بخاری)

(بالانشین کا لفظ میں نے تشریح میں سوچ سمجھ کر استعمال کیا ہے)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ مثال بہت ہی محدود دائرے کی مثال نہیں بلکہ اس میں اجتماعی زندگی کی بہت بڑی حقیقت بیان کی گئی ہے، یہاں طبقات کی کوئی تفریق نہیں، کوئی بھی شخص اس اصول کو برتنے میں حق بجانب قرار نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اجتماعی ذمہ داری سے روگردانی کرے، کسی ملک میں مسلمانوں کی ذہنی رہنمائی کے لئے ان کو اجتماعی ذمہ داری یاد دلانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تمثیل نہیں ہوسکتی۔

میں اپنے محدود مطالعے کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ عہد ماضی، میں مسلمانوں نے جس طرح اس ملک کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا، جس دلچسپی سے اس ملک کو بنانے سنوارنے اور اسے استحکام بخشنے میں اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں بے دریغ صرف کیں، اگرچہ یہ کسی گہرے تفکر اور منصوبے کے

www.abulhasanalinadwi.org

ماتحت نہ ہوا ہو' اسی اصول نے دانستہ یا نادانستہ طور پر ان کی رہنمائی کی اور یہی اصول اب بھی مسلمانوں کی رہنمائی کر رہا ہے' اور اسی اصول سے وہ نئے ہندوستان کی تعمیر میں رہنمائی اور روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

قوموں کی تاریخ میں سماج کی اہمیت

سماج اور معاشرے کی اہمیت قوموں کی تاریخ میں ہر طرح کے فلسفوں' ادب وشاعری' تہذیب وثقافت اور زبان وعلاقہ سے زیادہ کہیں بڑھ چڑھ کر ہے' کسی ملک میں ایک ایسے صالح معاشرے کا موجود ہونا جس کے اندر زندگی کا استحقاق ہو' جو ضمیر رکھتا ہو' جو نیکی اور بدی' ظلم وانصاف میں فرق کر سکے' کم سے کم الفاظ میں ظلم کا ساتھ دینے میں اس کا ضمیر خلش محسوس کرے' بڑی نعمت اور دولت ہے' کسی معاشرے میں ظلم کا مطلق وجود نہ ہو' یہ تو ناممکن ہے' یہ معیار تو انبیاء اور ان کے نائبین نے قائم کیا' ایسی آئیڈیل سوسائٹی کبھی کبھی پیدا ہوئی ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم فخر سے سر اٹھا بھی نہ سکتے تھے' لیکن یہ ضروری ہے کہ معاشرے میں کم سے کم یہ صلاحیت ہو کہ ظلم کو دیکھ کر اس کے پہلو میں کچھ کسک پیدا ہو اور اس کا ضمیر سرزنش کرتا ہو' اور نفسانی خارجی یا مادی ترغیبات میں وہ تنکے کی طرح بہنے کو آمادہ نہ ہو' اور اپنی شخصیت کو برقرار رکھ سکے' ظالم کا ہاتھ پکڑ لینا تو بڑی مردانگی ہے' مگر ظالم کو ظالم کہنا اور سمجھنا یہ بھی غنیمت بات ہے' جس معاشرے کا ضمیر یکسر مفلوج نہ ہو گیا ہو' جس پر بڑے سے بڑے حملے ہوں مگر وہ اپنا کام نہ چھوڑے اور اپنا عمل کرتا رہے' ایسے صالح سماج کا وجود ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے' اس ملک میں بڑے سے بڑے

www.abulhasanalinadwi.org

طوفان اٹھیں، آندھیاں چلتی ہوں، بڑے بڑے حوادث اور زلزلے آتے ہوں، اخلاقی انتشار اور سیاسی بحران طویل سے طویل مدت تک رہے تب بھی صحت مند معاشرے کی موجودگی کی صورت میں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، ایسا صالح معاشرہ ہی امید کی کرن ہوگا، جو برائی اور ظلم کا ساتھ دینے سے قاصر ہو، برائی کو برائی سمجھنے اور ظالم کا کلی طور پر ساتھ دینے سے انکار کردے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ مجسم اخلاق ہو اور اس میں سرے سے کوئی برائی نہ پائی جائے، میرا مقصد یہ ہے کہ اخلاقیات میں اس کے لئے کشش ہو اور خدائے دانا وبینا کی گرفت کا اسے احساس ہو، اللہ تعالیٰ کے وجود کا عقیدہ کسی نہ کسی شکل میں اس میں پایا جاتا ہو، تو اخلاق وانسانیت کے خلاف بڑی سے بڑی سازش اور حکومت وسیاست کی غلط روی اور انحراف سب کا مداوا ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی ملک ایسے صالح اور صحت مند معاشرے سے محروم ہو چکا ہے تو پھر بہتر سے بہتر حکومت، بڑی سے بڑی تعلیم گاہیں، مذہبی زندگی کے مظاہر، خدا پرستی اور انفرادی صالحیت کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو صالح معاشرے کا بدل بن سکے، ایک اچھے معاشرے کی کمی دنیا کی کوئی چیز پوری نہیں کر سکتی، دنیا کی ہر چیز کی کمی ایک اچھا سماج پورا کر سکتا ہے، اور اس کی تلافی ہو سکتی ہے، سماج حکومت دیتا ہے، سماج ایک صاف ستھرا انتظامیہ (ADMINISTRATION) دیتا ہے، جب بھی کسی ملک میں غلط قسم کے لوگ حاوی ہو گئے اور زمام کار ان کے ہاتھ میں آگئی مگر معاشرے میں احتساب کی صلاحیت موجود ہے تو بہت جلد تبدیلی آجاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مؤرخ کی نظر سماج پر ہوتی ہے حکومت پر نہیں

ایک بالغ نظر اور دقیقہ رس مؤرخ حکومت کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا' یونان کی تاریخ روما کی تاریخ خود ہمارے ملک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب معاشرہ صالح تھا' اور اس کا مزاج فاسد نہیں ہوا تھا تو حکومت کی تبدیلیاں یا کسی مفاد پسند اور نااہل کا برسر اقتدار آنا پائیدار نہیں رہا' اور زمانے نے بہت جلد اسے تاریخ کے امانت خانے میں ڈال دیا اور زیادہ بہتر اور منصف آدمی کو قیادت کا مقام دیا' اس لئے ایک بالغ نظر انسان اس کو اہمیت نہیں دیتا کہ حکومت کس طرح کی ہے بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ سوسائٹی کس طرح کی ہے' اگر ایسی سوسائٹی موجود ہے جو برائی کو زیادہ دنوں تک ہضم نہیں کر سکتی اور وہ صحت مند اور صالح ہے' تو مؤرخ کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ حکومت کا بگاڑ ایک ایسی عارضی اور وقتی چیز ہے جیسے کوئی تندرست آدمی بخار' بد ہضمی اور بے خوابی کا شکار ہو جائے' ایک ماہر معالج یہ سمجھتا ہے کہ مریض صحت مند ہو جائے گا کیونکہ اس کے جسمانی نظام میں مرض سے مقابلہ کرنے کی اندرونی صلاحیت باقی ہے' اور وہ بیماری سے برابر کشمکش کر رہی ہے۔

چڑھتے سورج کے پجاری

لیکن اگر سوسائٹی فاسد ہو جائے' نیک وبد' خیر وشر اور ظالم ومظلوم کی تمیز سے محروم ہو جائے' جنگل کے قانون پر اس کا عقیدہ ہو جائے' جو بھی اس پر مسلط ہو جائے اس کے قدموں پر سر رکھ دے' اس کے گن گائے اور چڑھتے سورج کا پجاری بن جائے تو یہ ہے انتہائی تشویش کی بات۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلم دور حکومت کا صحت مند سماج

ہمارے ملک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب سے ہندوستان میں مسلمان آئے، یہاں حکومتوں میں برابر الٹ پھیر ہوتا رہا، مغلیہ سلطنت کے علاوہ کسی خاندان کو بھی سو سال سے زیادہ یہاں حکومت کرنے کا موقعہ نہیں ملا، انقلابات جلد جلد آتے رہے، اور حکومت مختلف خاندانوں میں منتقل ہوتی رہی، اتنے بڑے انقلابات جلد جلد آتے رہے، اور حکومت مختلف خاندانوں میں منتقل ہوتی رہی، اتنے بڑے انقلابات کا اثر اس ملک پر بڑا گہرا پڑنا چاہئے تھا، کوئی استحکام واستقرار نہ ہوتا، انتشار وانارکی، اخلاقی وعلمی انحطاط کا پیدا ہونا بالکل قدرتی تھا، مگر آپ جانتے ہیں کہ عام آدمی جس کا تعلق کھانے کمانے اور روزمرہ کی زندگی گزارنے سے ہوتا ہے، اس پر ان انقلابات کا کوئی اثر نہیں ہوا، بادشاہ آتے اور چلے جاتے تھے، حکومتوں میں تبدیلیاں ہو جاتی تھیں، لیکن ملک کا انتظامی ڈھانچہ جوں کا توں تھا، اس کی آپ کیا توجیہہ کر سکتے ہیں؟ ایسے انقلابات کہ جس میں کبھی بادشاہ قتل بھی کردیئے جاتے تھے، لیکن عام زندگی پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا، عام زندگی کا دھارا بدستور بہہ رہا تھا، اس کی توجیہہ یہ ہے کہ اس وقت کا مسلم سماج جس کے بارے میں تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا کہ وہ اس ملک کی قیادت کرے، وہ ایسا ماحول بنائے کہ جس میں قافلے بے خطر گزر سکیں، مصنف، ادیب وشاعر، مبلّغ، تاجر، داعی سب اپنے اپنے کام میں لگے رہیں، اس وقت کا مسلم سماج وہ سوتا اور سرچشمہ تھا، جس نے اس ملک کی زندگی کو ناسازگار حالات میں بھی سنبھالا دیا، جو افراد فراہم کرتا تھا، اور جس اہل

www.abulhasanalinadwi.org

آدمی کی ضرورت ہوتی تھی وہ بغیر کسی وقفے کے مل جاتا تھا، آپ اندازہ کیجئے، اس دور میں اگر دربار دہلی سے کبھی یہ کہا جاتا کہ ایسا آدمی نہیں مل رہا ہے جو نظم ونسق سنبھالے تو آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کیا ایسی صورت میں نارمل حالات باقی رہتے؟

قرون وسطیٰ کے مسلم سماج کا کارنامہ

اس سماج کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کثرت سے ایسے لوگ موجود تھے' جو خالی جگہ پُر کرتے' مسلم سماج نے بلا پس وپیش حکومت وسلطنت سے لے کر مختلف مناصب وعہدوں تک لائق افراد مہیا کئے' قطب الدین ایبک کے بعد ہندوستان کی اسلامی سلطنت کو شمس الدین التمش جیسا لائق فرمانروا' منتظم اور فرشتہ صفت انسان مل گیا' اس کی وفات کے بعد غیاث الدین بلبن نے جس کو التمش سے فرزندی کا تعلق نہ تھا' نظم ونسق سنبھال لیا اور التمش کے بیٹے ناصر الدین محمود کی نیکی اور سادگی کوئی کمزوری نہیں پیدا کر سکی' پھر سلطنت غیاث الدین بلبن کے خاندان میں زیادہ دن نہیں چلی بلکہ جلال الدین خلجی اور اس کے بعد اس کے بھتیجے علاء الدین خلجی نے ملک کی ذمہ داری سنبھالی اور ہندوستان کو ایک مضبوط' پرامن اور خوش اسلوب انتظامی ڈھانچہ عطا کیا' سب سے زیادہ نازک وقت وہ تھا' جب اس کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ جو باپ کا صحیح جانشین نہ تھا' خسرو شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا جو ملک کو اس راستے سے ہٹا کر جس پر وہ ابھی تک چلتا رہا تھا' ایک دوسرے راستے پر ڈالنا چاہتا تھا' اس وقت ہندوستانی سماج سخت انتشار سے دوچار ہو رہا تھا'

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت اسی سماج نے ملک غازی (غیاث الدین تغلق) کی شکل میں جو مرکز سلطنت سے دور ملتان میں مغل حملوں کا مقابلہ کر رہا تھا، دہلی کو ایک مضبوط، نیک نفس اور تجربہ کار فرمانروا مہیا کر دیا اور ہندوستان کے حالات میں کوئی تزلزل واقع نہ ہونے پایا، پھر جب سلطان محمد تغلق نے مرکز سلطنت سے بہت دور ٹھٹہ سندھ میں ایسی حالت میں انتقال کیا کہ نیم وحشی تاتاری دریائے سندھ سے دوسری طرف پڑے ہوئے تھے، اور ملک اندرونی بغاوت سے بھی دوچار تھا، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے حکم سے جو اس وقت لشکر میں موجود تھے، نیک نفس فیروز تغلق نے سلطنت کی ذمہ داری سنبھالی، اس کے دور میں امن وامان، خوشحالی اور فارغ البالی اور صلح و آشتی کا ایسا دور دورہ ہوا کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، پھر اسی طرح مختلف خاندانوں کے فرمانروا تخت سلطنت پر آتے رہے، سادات اور لودھی فرمانرواؤں نے اپنے اپنے وقت پر حکومت کی یہاں تک کہ ہندوستان کو شیر شاہ سوری کی شکل میں وہ حکمراں اور منتظم سلطنت ملا جو اپنے تعمیری کارناموں، رفاہ عام کے کاموں، نظم و نسق کی خوبی اور آئین سازی میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

پھر مغلوں کا دور آیا جن کو سب سے زیادہ طویل مدت کے لئے اس ملک کی خدمت کا موقعہ ملا اور جو اپنے تعمیری و تہذیبی کارناموں کی وجہ سے سب پر فائق ہیں، یہ سلسلہ اورنگ زیب جیسے عظیم فرمانروا کی ذات پر ختم ہوا، جس نے پورے نصف صدی تک وسیع ترین ہندوستانی مملکت پر بڑی قابلیت سے حکومت کی۔

یہ سب اس معاشرے کی مردم خیزی اور صلاحیت کا نتیجہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

صوفیائے کرام کا فیض تھا' جو سرکار دربار سے تعلق رکھے بغیر مذہب و اخلاق کی صحیح تعلیم دیتے اور اپنے روحانی مرکزوں میں بیٹھے ہوئے حکومتوں کی نگرانی اور مسلم سماج کی نگہبانی کرتے' جب اس سماج کی صلاحیت اور مردم خیزی کم ہوگئی' مسلم معاشرے میں شدید قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور تعیش کا جذبہ پیدا ہوگیا' دوسری طرف صوفیائے کرام اور اخلاقی معلمین کی گرفت بھی ڈھیلی ہو گئی تو پھر آخر تک حکومت دہلی کو کوئی اچھا فرمانروا اور لائق امیر و منتظم نہ مل سکا اور کوئی مصنوعی کوشش مغلیہ حکومت کو طاقت ور اور باوقار بنانے میں کامیاب نہ ہوسکی' بالآخر ۱۸۵۷ء میں یہ چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہوگیا۔

برطانیہ کی طاقت کا راز

برطانیہ کی طاقت کا راز کیا تھا' جس سے کہ وہ اتنے عرصے تک ایک وسیع دنیا اور اتنے مختلف ممالک پر حکومت کرسکا؟ جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس کی حکمرانی میں آفتاب غروب نہیں ہوتا' اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس کی حکومت ہمیشہ مستحکم اور اچھی ہوتی تھی' بلکہ اس کی طاقت کا اصل سرچشمہ وہاں کی سوسائٹی اور عوام تھے' جنھوں نے اپنے بڑے سے بڑے محسنوں کا بھی محاسبہ کرنے اور ان پر مقدمہ چلانے سے گریز نہیں کیا' انہوں نے لارڈ کلائیو پر مقدمہ چلایا جو ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا معمار اول تھا' وارن ہسٹنگز پر مقدمہ چلایا گیا' جس نے ہندوستان کی انگریزی حکومت کی توسیع اور استحکام میں بڑا حصہ لیا تھا' برک (BURK) کی تقریریں اور لارڈ میکالے کے مضامین اس جمہوری روح کا بہترین ثبوت ہیں' انگلستان کی سوسائٹی نے غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح سمجھا

www.abulhasanalinadwi.org

اور کہا' یہ وہ طاقت تھی' جس نے برطانیہ کو دو عالمی جنگوں سے کامیاب باہر نکالا اور خون کے سمندر میں غوطہ لگا کر بھی وہ قوم زندہ اور توانا نکل آئی' اب وہ برطانوی سوسائٹی ان اوصاف و خصوصیات کی مالک نہیں رہی جو کبھی اس کا طرۂ امتیاز سمجھی جاتی تھی' اخلاقی اور ذہنی انتشار شدت کے ساتھ اس میں پھیل گیا ہے' اور وہ تیزی سے زوال کی طرف جارہی ہے' اس کا نتیجہ ہے کہ برطانیہ دنیا کی چوتھی پانچویں طاقت بن کر رہ گیا ہے' اور اندرون ملک میں بھی وہ انتشار اور روز افزوں انحطاط سے دوچار ہے۔

آزادیٔ ہند کے بعد سب سے اہم کام

حضرات! میں نے تمہید میں بہت وقت لیا لیکن میں پھر عرض کروں گا کہ جہاں سے ہمیں صالح خون ملتا ہے' اور قوم کو حیات نو ملتی ہے' وہ سماج ہے' میری یہ طویل تمہید سماج کی اہمیت ہی کی وضاحت میں تھی۔

اس وقت ہندوستان ایک بڑے نازک دور سے گزر رہا ہے' ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان کے لئے اصل مسئلہ اچھی گورنمنٹ' آئین' نئے نئے منصوبے' تعلیمی مراکز کا قیام نہیں تھا' میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی اس ملک کی زندگی اور قسمت پر صدیوں تک اثر انداز ہونے والا جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسا صحت مند' صحیح المزاج' تندرست و توانا معاشرہ موجود ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہیں سے انسانی زندگی اپنی غذا حاصل کرتی ہے' حکومتوں کی تبدیلیاں جن سے اکثر پانچ سال بعد واسطہ پڑتا ہے' زیادہ اہمیت نہیں رکھتی قوموں کی صف میں ہندوستان کا مقام جو چیز متعین کرے گی' اور اسے عزت کی جگہ دلائے گی وہ یہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ہماری سوسائٹی ہمارے ملک کو ان حالات سے بچائے جس کے نتیجہ میں وہ تباہی کے آخری گڑھے میں گر سکتا ہے' اس تلوار کے خطرے سے دور کرے جو آج سروں پر لٹک رہی ہے' کسی ملک کی طاقت کا راز یہ نہیں ہے کہ اس کی فوجی طاقت کتنی ہے؟ بجٹ کتنا ہے؟ وہاں کتنی یونیورسٹیاں ہیں؟ امن وامان کا کیا حال ہے؟ یہ چیزیں تباہی کو روک نہیں سکتیں۔

کسی قوم کی بقاء کے لئے تمدن کی ترقی کافی نہیں

سلطنت روما پر جب زوال آیا تو وہاں علمی مراکز' ادبی مشاغل' اور لطافت ذوق کے مظاہر بکثرت موجود تھے' جن کی نظر انسانی تاریخ پر ہے' وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جو قومیں زوال کا شکار ہوئی ہیں' وہ آخری نزاعی حالت میں بھی تہذیبی طور پر زندہ تھیں' جس وقت ایران پر مسلمانوں کا حملہ ہوا اس وقت ایران کا تمدن عروج پر تھا' اس کا اندازہ "درفش کاویانی" اور "فرش بہار" کی ان تفصیلات سے ہو سکتا ہے' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں کا جمالیاتی ذوق اور تمدن کس نقطہ تک پہونچ چکا تھا' مگر یہ چیزیں سلطنت ساسانیہ کو زوال سے نہیں بچا سکیں' عقل دنگ رہ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تہذیب کے عروج وترقی کے باوجود شام ومصر' ایران وروما زوال سے نہ بچ سکے' اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کا سماج کرپٹ (CORRUPT) ہو چکا تھا' دن کو رات اور رات کو دن' ظلم کو عدل اور عدل کو ظلم کہنے کا رواج بن چکا تھا' کوئی بھی اچھی بات کرتے وقت یہ دیکھا جاتا تھا کہ کہنے والا کون ہے؟ یہ نہیں دیکھا جاتا تھا کہ بات کیا کہی جارہی ہے' اگر کوئی طاقت ور یا دولت مند دن کو رات کہہ دیتا تھا تو ایسے

www.abulhasanalinadwi.org

خوشامدی لوگ بکثرت پائے جاتے تھے' جو آسمان کی طرف اشارہ کر کے اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے اور کہتے کہ ستارے نکلے ہوئے ہیں' اور چاندنی چھٹکی ہوئی ہے' بدقسمتی سے ہندوستان میں بھی یہ رجحان عام ہو گیا ہے۔

تعصب اور تنگ نظری سے پاک سماج

ملک کی آزادی کے بعد جس مسئلہ پر تمام توجہات مرکوز ہونا چاہئے تھیں' وہ یہ مسئلہ تھا کہ کیا یہاں ایک صالح معاشرے کا وجود ہے؟ اب ہر اس شخص کے لئے جسے اس ملک سے محبت ہے' لذیذ ترین' عزیز ترین' مقدس ترین کام یہ ہے کہ اگر بھیک بھی مانگنی پڑے خیرات کے ٹکڑے بھی جمع کرنے پڑیں' جھولی بھی پھیلانی پڑے حتیٰ کہ کسی مفلس کے چراغ سے بھی روشنی حاصل کی جا سکتی ہو تو اسے حاصل کر کے ایک ایسے سماج کو وجود میں لایا جائے جو ظلم سے ساز باز نہ کرے' جس میں خوف خدا ہو' جس میں حق بات کہنے کی جرأت ہو اور وہ ظالم کو ظالم کہہ سکے اور مظلوم کو مظلوم' یہ اس ملک کی موت و زندگی کا مسئلہ ہے' ہمارے فراخ دل اور روشن خیال رہنماؤں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسا سماج بنائیں جس میں ظلم سر نہ اٹھائے اور اگر اٹھائے تو کچل دیا جائے۔

اگر قومی کارکنوں میں سچی حب الوطنی ہوتی اور وہ ہر طرح کے تعصبات اور تنگ نظری سے پاک ہوتے تو اس مقصد کے حصول میں اسلام سے بڑی مدد مل سکتی تھی' اسلام کی تعلیمات سے (جو اس ملک کا ایک مذہب ہے' اور جس کے پیرو کروڑوں کی تعداد میں یہاں پائے جاتے ہیں) اس سلسلے

www.abulhasanalinadwi.org

میں بڑا فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا' ایسی صورت میں ملک زیادہ مضبوط اور باوقار ہوتا اور وہ انسانیت کی عمومی فلاح میں ایک اہم کردار ادا کرتا۔

ہمارے ملک کے لئے پہلا خطرہ

اب آپ کو جائزہ لینا پڑے گا کہ وہ کون سی خرابیاں اور کمزوریاں ہیں جو ہمارے سماج میں نفوذ کر کے اسے کھوکھلا' مفلوج اور ملک کی تعمیر وترقی کی کوششوں کو بے اثر بنا رہی ہیں' اس ملک کے لئے جو حقیقی خطرات ہیں' ان کی نشاندہی نہ کی جائے تو یہ ایک بہت بڑی خیانت ہوگی' میں میدان سیاست کا کوئی شہسوار نہیں' مذہب و تاریخ اور اخلاقیات کا ایک طالب علم ہوں' اس طرح کے آدمی کی زبان سے تنقید واصلاح کی کوئی بات نکلے تو اس کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

اس ملک کے لئے اولین اور اہم ترین خطرہ یہ ہے کہ یہاں انسان کی صحیح قدر و قیمت اور انسانی شرف و عزت کا پورا احساس نہیں' اس سلسلے میں میرا نقطۂ نظر اور تاثر ایک عملی انسان کا ہے' میری قسمت اس ملک سے وابستہ ہے' میں نے یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے' میں زندگی کی منجدھار میں ہوں' میں ایسی جگہ کھڑا ہوں جہاں کا ہر مسئلہ مجھ پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے' میں بیرون ملک اگر یہ بات کہتا تو اس کی حیثیت دوسری ہوتی حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی جان کی صحیح قدر و قیمت کو نہ پہچاننا کسی سماج کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے بلکہ انسانی جان کا بے قیمت ہو جانا تہذیب و تمدن اور انسانیت کے مستقبل کے لئے پیام موت ہے ؎

غارت گر اقوام ہے یہ صورت چنگیز

www.abulhasanalinadwi.org

برادر کشی زوال کی علامت

کسی ملک کی آبادی خواہ کتنی کثیر ہو اس کے پاس قدرتی وسائل کی کتنی ہی بہتات ہو' وہ ملک کتنا ہی زرخیز اور دولت مند ہو' اس میں تعلیم کیسی ہی اعلیٰ مدارج تک پہونچ چکی ہو' کوئی چیز ایسے ملک کو محفوظ نہیں رکھ سکتی جو برادر کشی کے مرض میں مبتلاء ہو۔

یہ بڑی حیرت اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ ملک جس نے کبھی زمانۂ قدیم میں پریم کی سُریلی بانسری بجائی تھی' اور دل کش لَے میں ہندی' سنسکرت' فارسی اور پھر اردو میں محبت کا پیغام دیا تھا' اور آخر دور میں بھی جہاں بیٹھ کر مسلمان صوفیوں نے انسان دوستی اور انسانیت کے احترام کا درس دیا تھا' اور جس سرزمین سے گاندھی جی نے عدم تشدد اور اہنسا کا پیغام ساری دنیا کو سنایا تھا' اور جس کے پاس آج بھی ہر زبان میں انسان دوستی کا وسیع لٹریچر ہے' اس ملک میں آج انسانیت کے شرف اور انسانی جان کی قیمت کا پورا پورا احساس نہیں۔

ہر چیز انسان ہی کے تعلق سے بامعنی اور قیمتی ہوتی ہے

یہ احساس وخیال اس ملک میں رچ بس جانا چاہئے تھا کہ زبانوں کے مسائل' کلچر وتہذیب کے مسائل' رسم الخط کے مسائل' انسان کے مسائل ہیں' اور اس کے تابع ہیں' انہیں انسانوں نے پیدا کیا ہے' ان کے اندر جو کچھ کشش اور معنویت ہے' وہ انسان کی نسبت سے ہے' اگر انسان کی جان محفوظ نہیں تو کیسی زبان' کہاں کا کلچر' کہاں کے دریا' کیسے پہاڑ' کیسا ادب و لٹریچر' کہاں کی شاعری' ان چیزوں میں کوئی معنویت نہیں معنویت تو انسان

www.abulhasanalinadwi.org

میں ہے، میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا آپ بخوبی واقف ہیں، اور یہ ایک واقعہ ہے کہ اس ملک میں انسانی زندگی کی قدر و قیمت کا جتنا عمیق احساس ہونا چاہئے، وہ نہیں ہے، انگریزوں کی تفرقہ انگیز سیاست، فرقہ پرستی اور جذبۂ احیائیت (REVIVALISM) کا اس میں کتنا حصہ ہے، اس کا تعین مؤرخ کا کام ہے۔

معمولی واقعات پر قتل وغارت گری کا طوفان

بعض اوقات ایک درخت یا جانور کے خاطر یا کسی قدیم چیز کو زندہ کرنے کے جوش میں یا احیائیت کے جذبہ سے سیکڑوں انسانوں کا خون کر دیا جاتا ہے، اور ایسے ناخوشگوار، دل آزار اور شرمناک واقعات ظہور میں آتے ہیں، جن سے ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں، ایک لہر اٹھتی ہے، اور وہ انسانوں کے متاع جان ومال کو بہالے جاتی ہے جن سے دنیا کی آبرو قائم ہے، جن کی خاطر اس کائنات کا حسن، فلسفہ، شاعری، ادب وثقافت اور زندگی کی چہل پہل ہے، وہ انسان ظلم وبربریت کا شکار ہوتا ہے، جو خدا کی صنعت کا بہترین نمونہ ہے، اور جس کے ساتھ ہم رہتے بستے ہیں، اور جن کے ساتھ پوری زندگی گزرتی ہے، یہ صورت حال ملک کے لئے بڑی خطرناک ہے کہ یہاں کسی انسان کا وجود برداشت نہ کیا جائے۔

اس ملک میں بڑے بڑے دانشور ہیں، یونیورسٹیوں کی تعداد شاید کسی ملک میں اتنی ہو جتنی یہاں ہے، مگر یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ یہاں کبھی کبھی ایسی ذہنی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان سے بڑھ کر یہاں کوئی گردن

www.abulhasanalinadwi.org

زدنی اور کشتنی نظر نہیں آتا' بنیادی' اور اہم بات یہ ہے کہ اس ملک میں انسان کی قیمت کا پورا پورا احساس ہو' یہ عقیدہ ہو کہ سب چیزیں انسان کے لئے ہیں' اور انسان کسی کے خاطر نہیں۔

ایک فلسفی کا قول

میں نے کہیں ایک فلسفی کا قول نقل کیا تھا کہ "جو بچہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے' وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ خدا نسل انسانی سے مایوس نہیں لیکن ہم انسان اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرتے رہتے ہیں' اور وقتاً فوقتاً اعلان کرتے ہیں کہ نسل انسانی زندہ رہنے کی مستحق نہیں' انسان کے اس دنیا میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے زندہ رہنا چاہئے' خوش و خرم رہنا چاہئے' اور پروان چڑھنا چاہئے' خدا نے جب اس پر اعتماد کیا ہے تو ہم کیوں اس پر بے اعتمادی کریں"۔

انسانی دستور کی پہلی اور اہم دفعہ

آج ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے مضمون نگاروں' شاعروں' ادیبوں اور دانشوروں کی ضرورت ہے' جو سارے مسائل بالائے طاق رکھ کر گھر گھر' محلے محلے گلی کوچے اس کی تبلیغ کریں کہ دستور ہند کی پہلی دفعہ چاہے جو کچھ ہو مگر ہمارے دستور زندگی کی سب سے اہم اور پہلی دفعہ یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے کا حق ہے' ہم اپنی سوسائٹی کے خوش نما چہرے پر یہ بدنما داغ دیکھ رہے ہیں' اور ہم خاموش ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام میں انسان کا مقام

اب میں آپ سے کہوں گا کہ اسلام کی تعلیمات اس سلسلے میں ہماری بڑی مدد کر سکتی ہے' اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ انسان قدرت کا شاہکار ہے' اور اس دنیا کے باغ کا سب سے حسین پھول:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (سورۂ والتین۔ ۴) ہم نے انسان کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے سر پر تعظیم و تکریم کا تاج رکھا ہے:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل۔ ۷۰) اور ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت بخشی۔

اور اس کو اپنی خلافت سے سر فراز کیا ہے' جس سے بڑھ کر کوئی اعزاز اور اعتماد کے اظہار کا طریقہ نہیں:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ (سورۂ بقرہ۔ ۳۰) بیشک میں زمین میں (آدم کو) اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

خدا نے فرشتوں کو آدم کے سجدے کا حکم دیا جس سے اس کا اظہار ہوا کہ اب اس کے لئے خدا کے سوا کوئی ایسی ہستی اور طاقت نہیں ہے' جس کے سامنے اس کو جھکنے کی ضرورت ہو۔

انسان کے قدر و قیمت کی انتہاء یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کو خدا کا کنبہ کہا گیا ہے "اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ" (حدیث صحیح)

انسان کو خدا کے ساتھ اور خدا کو انسان کے ساتھ جو نازک تعلق

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اس کے لئے وہ پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہے، جس سے زیادہ طاقتور اور دلنشیں پیرایۂ بیان نہیں ہو سکتا، ایک حدیث قدسی[1] میں آتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ قیامت میں انسان سے کہے گا کہ میرے بندے، میں بیمار تھا تو عیادت کو نہیں آیا، وہ کہے گا کہ پروردگار تیرے مرض اور عیادت کا کیا سوال؟ تو تو سارے جہاں کا پروردگار ہے، ارشاد ہوگا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، تو اس کو دیکھنے نہیں گیا، اگر تو اس کو دیکھنے جاتا تو مجھے وہیں پاتا، پھر ارشاد ہوگا، اے انسان! میں نے تجھ سے غذا طلب کی تھی، تو نے مجھے غذا نہیں دی، وہ کہے گا کہ پروردگار میں تجھے غذا کیا دیتا تو رب العالمین ہے، ارشاد ہوگا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے چاہا تھا کہ تو اس کا پیٹ بھر دے اسے کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ ویسے ہی جواب دے گا، ارشاد ہوگا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو نے اسے پانی نہیں پلایا یاد رکھ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا"۔ (صحیح مسلم)

پھر خدا نے انسان کی جان کی قیمت اتنی بڑھادی کہ وہ فرماتا ہے:

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًاؕ (سورۂ مائدہ۔ ۳۲) جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی

---

[1] وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلعم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

زندگانی کا موجب ہوا۔

انسانی زندگی کی حرمت و عظمت کے مسئلہ میں ایک اور ستو، قلت و کثرت، فرد اور جماعت میں کوئی فرق نہیں ایک ایک فرد قیمتی اور ایک ایک جان انسانیت کی عزیز متاع ہے، ایک فرد کو پوری سوسائٹی کا قائم مقام بنانا کسی انسانی ذہن میں نہیں آسکتا۔

مسلمانوں کی ذمہ داری

کیا آج ہم مسلمان ملک سے اس خطرے کو دور کرنے کے لئے کوئی خدمت انجام نہیں دے سکتے؟ یقیناً ہم قرآن مجید اور اسوۂ نبوی کے ذریعے انسانیت کی عظمت واحترام کا نقش قائم کرنے میں ملک کے بہی خواہوں کی مؤثر مدد کر سکتے ہیں، ہمارے سیاسی رہنماؤں اور ملک کے قائدین کو اس مسئلے پر پوری توجہ مرکوز کرنے کی فرصت نہیں اس لئے کہ ملک کے سیاسی مسائل اور الیکشن اور پارٹی کے تقاضے ان کو ایک منٹ کی مہلت نہیں دیتے، اب یہ ذمہ داری ہم مسلمانوں کو آگے بڑھ کر قبول کرنی چاہئے، اور اس احساس و جذبہ کے ساتھ ہم اس ملک میں ایک عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں، اس خدمت سے صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا، اس محدود نقطہ نظر سے یہ کام نہ کیجئے، مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا، میں اس سطح پر آنے کے لئے تیار نہیں، اور نہ مسلمانوں کو اس سطح پر دیکھنے کے لئے تیار ہوں، یہ سب کا مسئلہ ہے، یہ عام انسانوں کا مسئلہ ہے، انسانی خون کی ارزانی کسی ایک فرقے تک ہی محدود نہیں رہ سکتی، بلکہ تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ یہ اپنا دائرہ وسیع کرتی چلی

www.abulhasanalinadwi.org

جاتی ہے، اور مذہبی سے زیادہ علاقائی، لسانی، تہذیبی اور معاشرتی تفریق نے انسان کو پامال اور انسانیت کو رسوا کیا ہے، یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، ایک ایسے ملک کا مسئلہ جس کے ادب و لٹریچر اور مذہبی اقدار سے لے کر افراد تک نے انسان دوستی اور احترام آدمیت کے گیت گائے تھے، آخر میں گاندھی جی نے اپنی زندگی کی قربانی دے کر اس احساس کو زندہ کیا مگر آج ایک معمولی اعصابی تناؤ اور اخبار میں چھپی ہوئی کوئی معمولی خبر یا کسی اوباش مسلمان کی بے عنوانی کا اثر اور "ردّ عمل" یہ ہوتا ہے کہ پورے علاقے میں قتل و غارت گری کا ایک ایسا سیلاب آجاتا ہے، جو سب کچھ بہالے جاتا ہے، اور جس سے صدیوں کی محنت، علم و فن، تمدن و تہذیب، اور ملک کی شہرت و عزت پر آن کی آن میں پانی پھر جاتا ہے، کام کرنے والوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، اور وہ قیمتی توانائیاں اور صلاحیتیں جو ملک کی تعمیر و ترقی میں لگ سکتی تھیں، اپنے دفاع اور اپنے جان و مال اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت میں صرف ہوتی ہیں۔

ملک کے لئے دوسرا خطرہ

ملک کے لئے دوسرا عظیم خطرہ جو اس کے سر پر منڈلا رہا ہے، تنگ نظری اور تہذیبی لسانی اور علاقائی عصبیت ہے، اسی بیماری نے ہمارے ملک کو ماضی میں ٹکڑے ٹکڑے کیا اور باہر کی طاقتوں کو یہاں آنے کی شہہ دی، یہ عفریت اب بھی موجود ہے، جسے بعض بیرونی اور اندرونی حالات نے دبا رکھا ہے، مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ راکشس الف لیلہ کے افسانوی دیو کی طرح کسی بھی وقت بوتل سے باہر آسکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس ملک میں جنوب وشمال میں بڑی بے گانگی اور بے اعتمادی ہے'

جو کسی وقت رنگ لا سکتی ہے' پھر برادریوں اور ملک کے مختلف طبقوں کے درمیان بھی بڑی بڑی دیواریں کھڑی ہیں' ہر طبقہ اور برادری ایک مستقل دنیا ہے' ایک برادری دوسری برادری کے افراد کو اسی غیریت اور اجنبیت کی نگاہ سے دیکھتی ہے' جیسے ایک قوم دوسری قوم کو' اپنی برادری کے لئے وہ ہر طرح کی ناانصافی اور حق تلفی کو روا رکھتی ہے' اور اس کو نہ صرف جائز سمجھتی ہے بلکہ ایک بڑی خدمت اور عبادت سمجھتی ہے' اگر کسی محکمے میں کسی برادری کا کوئی فرد پہونچ جاتا ہے تو سارے محکمے کو اپنی برادری کے لوگوں سے بھر دیتا ہے' اور اس میں کسی اہلیت اور نااہلیت اور مستحق اور غیر مستحق کا لحاظ نہیں رکھتا' ہماری سوسائٹی کا یہ وہ روگ ہے' جو اسے گھن کی طرح کھا رہا ہے' اور جس نے تمام انتظامیہ کو کھوکھلا اور کمزور بنا دیا ہے۔

اسلام رہنمائی کر سکتا ہے

تنگ نظری اور لسانی ونسلی اختلافات کو دور کرنے اور فراخ دلی وبے تعصبی اور انسانی وحدت کا خیال وجذبہ پیدا کرنے میں بھی اسلام بیش قیمت مدد اور صحیح رہنمائی کر سکتا ہے' حب الوطنی کے صحیح جذبے کے تحت یہ دیکھے بغیر کہ یہ اصول ونظریہ اور یہ بات کہاں سے آئی ہے' اور اس کا کہنے والا کون ہے؟ صحیح اور مفید بات کو اپنایئے' اگر کسی مکان میں آگ لگ جائے تو اسے بجھاتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ بالٹی کس کی ہے' اور پانی کہاں کا ہے' کسی مکان یا بستی کی تباہی سے کہیں زیادہ ملک وقوم کی تباہی ہے' ملک کو خطرات سے

www.abulhasanalinadwi.org

بچانے' اسے سالمیت اور استحکام بخشنے کے لئے یہ نہ دیکھئے کہ ملک کے لئے مفید نظریات قرآن مجید یا حدیث نبویؐ سے ماخوذ ہیں' اسلام بلا شبہ ملک کو درپیش اس دوسرے خطرے کو رفع کرنے کے لئے بہترین رہنمائی کر سکتا ہے۔

نسل انسانی کی وحدت کا اصول اسلامی تعلیمات کا اولین اصول ہے' اسلام نے بار بار اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ نسل انسانی کا خالق بھی ایک ہے' اور ان کا مورث اعلیٰ بھی ایک ہے' اسی لئے سب ایک ہی کنبے کے افراد اور ایک ہی ہستی کے پیدا کئے ہوئے ہیں' اور ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (سورۂ حجرات۔۱۳) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم میں قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت میں آسانی ہو۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً (سورۂ نساء۔۱) اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہستی سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔

پیغمبرؐ اسلام نے اس کی تشریح کرتے ہوئے اپنے آخری حج کے موقعہ پر ایک لاکھ سے زائد انسانوں کے مجمع میں یہ اعلان کیا:

یاایها الناس ان ربکم واحد واباکم واحد ألا لا فضل لعربی

www.abulhasanalinadwi.org

علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولاالاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقویٰ۔ (حاشیہ مسند احمد خطبہ حجۃ الوداع)

لوگو! تمہارا پروردگار بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک' یاد رکھو کسی عرب کو غیر عرب پر اور کسی غیر عرب کو کسی عرب پر اور کسی سیاہ فام کو سفید فام پر اور کسی سفید فام کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اگر ہے تو صرف خوف خدا اور زہد و تقویٰ کی بناء پر۔

آپ رات کو جب خدا کی عبادت کے لئے اٹھتے تھے تو ایک مرتبہ سنا گیا کہ آپ خدا سے اپنے راز و نیاز میں یہ فرما رہے تھے:

انا شهيدٌ ان العباد كلهم اخوة۔ (سنن ابی داؤد) اے پروردگار! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں۔

پھر اسلام نے ہر قسم کے وطنی' قومی' لسانی اور نسلی تعصب کو اور اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے نفرت اور جارحیت (AGGRESSION) کی سخت مذمت کی ہے' اور اس کو جاہلیت ما قبل اسلام کی یادگار بتلایا ہے' آپؐ نے فرمایا:

ليس منا من دعا الى عصبية وليس منا من قاتل على عصبية وليس منا من مات على عصبية۔ (ابو داؤد) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی جتھے بندی اور بیجا حمایت کی دعوت دے' ہم میں سے وہ نہیں ہے جو اس بنیاد پر جنگ کرے' ہم میں سے نہیں ہے' جس کی موت اس پر ہو۔

قرآن مجید نے زبانوں کے اختلاف کو ایک قدرتی اختلاف ایک نعمت اور خدا کی قدرت کی نشانی کے طور پر پیش کیا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ○ (سورۂ روم۔۲۲) اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا' اہل دانش کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

مؤرخوں کو اس کا اعتراف ہے کہ مساوات کا سبق دینے میں اسلام نے بڑا کام کیا ہے' مسلمانوں نے اس ملک کی جو خدمات انجام دی ہیں' ان میں اہم ترین خدمت یہ ہے کہ طبقاتی نظام کا جو آہنی سانچہ بن گیا تھا' اور جسنے انسان اور انسان کے درمیان عظیم فرق پیدا کیا تھا' اور جس کی جڑیں بڑی گہری تھیں' جن امتیازات کی تفصیل آپ ان کتابوں سے معلوم کر سکتے ہیں' جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں' اور موجودہ سوسائٹی میں بھی اس کے عملی نمونے دیکھے جا سکتے ہیں' اس کو اسلام نے ختم کیا اور اس ملک کو احترام آدمیت اور مساوات انسانی کا حیات بخش درس دیا' ماضی میں بھی اسلام نے اپنا فرض ادا کیا اور اس وقت بھی وہ اس میدان میں بیش قیمت خدمت انجام دے سکتا ہے۔

مجھے اس کا اعتراف ہے کہ مسلمان بھی اس ملک میں آکر یہاں کے طبقاتی نظام سے متاثر ہوئے ہیں' مگر اس کے باوجود مسلمانوں میں اب بھی وہ مساوات ہے' جس سے یہ ملک بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے' یہ ایک ایسا خزانہ ہے' جس سے سماج اخلاقی اور انسانی دولت سے مالا مال ہو گا۔

تنگ نظری اور لسانی و علاقائی عصبیت کا یہ دیو ملک کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے' سیاسی مبصرین یہ کہتے ہیں کہ نہ جانے کب یہ دیو اپنی مہیب شکل کے ساتھ نمودار ہو جائے' یہ ایک بدیہی اور واضح خطرہ ہے جس کی فکر ہمیں

www.abulhasanalinadwi.org

ابھی سے کرنی چاہئے' برسات سے پہلے چھتیں درست کرلی جاتی ہیں' اسی طرح ہمیں اس خطرے کے سدِّباب کے لئے وہ سب کچھ کرنا چاہئے جو اس وقت ہو سکتا ہے۔

ملک کے لئے تیسرا اہم خطرہ

ہمارے ملک پر دولت پیدا کرنے کا ایک ایسا بھوت سوار ہو گیا ہے' جس نے ملک کے حالات اور اقتصادی نظام کو درہم برہم کردیا ہے' ہر شخص اس فکر میں ہے کہ وہ راتوں رات دولت مند بن جائے' دولت حاصل کرنا برا نہیں' مگر جلد از جلد دولت مند بن جانے اور ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا شوق سخت خطرناک اور تباہ کن ہے' یہ شوق ایک لاوے کی طرح بہہ پڑا ہے' اور ایک آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑا ہے' اس مرض کا شکار شہر' قصبات اور دیہات سب ہیں' دولت پرستی کا یہ جنون دیکھ کر بعض مرتبہ کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس ملک میں ہر چیز دم توڑ چکی ہے' صرف دو چیزیں زندہ ہیں' ایک باہمی نفرت اور دوسرے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کی ہوس' جیتی جاگتی حقیقتیں یہی دو ہیں' اور باقی سب کچھ فلسفہ اور شاعری ہے' باہمی منافرت کے واقعات آئے دن ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں' کبھی اس نفرت کا رخ کسی فرقے کی طرف ہوتا ہے' کبھی کسی برادری کی طرف کبھی کسی کلچر' زبان یا علاقے کی طرف تو کبھی کسی سیاسی پارٹی کی طرف۔

رہی دولت پرستی تو اس کے سمجھنے کے لئے کسی دلیل اور انکشاف کی ضرورت نہیں ہے' اسی بمبئی شہر کو لیجئے جہاں اس وقت ہم آپ جمع ہیں' اسی

www.abulhasanalinadwi.org

شہر میں دولت پرستی کا ایک سمندر موجزن ہے، بمبئی ساحل سمندر پر آباد ہے، لیکن ایک دوسرا سمندر خود اس شہر میں بہہ رہا ہے، نہ معلوم اس کا دھارا زیادہ تیز ہے یا اس کا۔

یہ سارا شہر کہاں بھاگا جا رہا ہے؟ اگر کسی سیارے سے کوئی معصوم ہستی آئے اور وہ اس شہر کو اس طرح دیوانہ وار دوڑتا دیکھے تو شاید وہ یہ سمجھے کہ اس شہر پر کوئی عذاب آیا ہے، یہ دوڑ کیا صرف پیٹ بھرنے کے لئے ہے؟ نہیں بلکہ دولت افزونی کی طرف، یہ ایک حقیقی خطرہ ہے، سیاسی پارٹیوں کا اختلاف اپنی جگہ، سوسائٹی میں اخلاقی خرابیاں ہر دور میں رہی ہیں مگر دولت پرستی کا اس طرح اعصاب پر سوار ہو جانا کہ اپنے مفاد کے لئے ملک کے مفادات کی ذرا بھی پرواہ نہ ہو یہ کس قدر تشویش ناک بات ہے۔

ہمارے یہاں مختلف تعمیری منصوبوں، پل، باندھ وغیرہ میں اتنی مقدار کا سمنٹ اور مسالہ استعمال نہیں ہوتا، جو اس کی پختگی کے لئے ضروری ہے، ٹھیکیدار اور عملے کی ملی بھگت اس کی پرواہ نہیں کرتی کہ ان کے اس عمل سے اس شہر کو نقصان پہونچے گا، کوئی محکمہ ایسا نہیں، جس میں رشوت کا بازار گرم نہ ہو، اس بات کو ذمہ دار بھی جانتے ہیں کہ دولت پرستی کا ایسا جنون جو ملک کے مفادات سے آنکھیں بند کر لے بہت بڑا خطرہ ہے، ایک شخص اپنی زندگی کو خوش حال بنانے اور اپنے گھر کی فرمائشیں پوری کرنے کے لئے ملک کے عوام کو صریحاً نقصان پہنچاتا ہے، چھوٹے سے چھوٹا کام ایمان داری اور سادگی کے ساتھ کرنا مشکل ہو گیا ہے، ہر ایک کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، اور ہر قدم پر رشوت دینی پڑتی ہے، خود شہری زندگی کی آسائشوں اور حکومت کے

www.abulhasanalinadwi.org

انتظامات کے فائدوں سے محروم ہوتے جارہے ہیں' ہر شخص کی نظر دوسرے کی جیب پر ہے' اور وہ اس کی ضرورت اور مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے' اور کہیں انسانی ہمدردی اور سچی حب الوطنی کا نام نہیں۔

اس خطرے کا علاج

اس خطرے کا علاج صرف خدا کا خوف' آخرت کی باز پرس کا خطرہ' ایسی دانا و بینا ذات کا تصور ہے' جس کے متعلق یقین ہے کہ وہ دیکھ رہی ہے' حب الوطنی بھی کسی حد تک اس کا علاج کر سکتی ہے' آپ میں سے بہت سے لوگوں نے یورپ کا سفر کیا ہوگا' مغرب کے لوگ ان رکیک باتوں سے بچتے ہیں' یورپ کے خاص اور مشہور ممالک میں استحصال اور ملکی مفاد کو بالائے طاق رکھ کر دولت اندوزی کا رجحان نہیں پایا جاتا' اور یہ جذبہ حب الوطنی ہی کی وجہ سے ہوتا ہے' مگر اس مرض کا صحیح علاج آخرت کا تصور' خدا کا خوف اور اس کی باز پرس کا خطرہ ہے۔

اسلام میں دولت کا مقام

آج بھی اس گئی گزری حالت میں کوئی چیز انسانی کردار کی تعمیر کر سکتی ہے' اور اس کو نفس کی ترغیبات سے بچنے میں مدد دے سکتی ہے تو وہ یہ خیال کہ کوئی علیم وبصیر انہیں دیکھ رہا ہے' اس موقعہ پر میں تاریخ اسلام کی زیادہ مثالیں بیان کر کے آپ کا وقت نہیں لوں گا' صرف ایک واقعہ بیان کرتا ہوں' ایران کے پایۂ تخت مدائن کی فتح کے وقت کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کی مالیت کا تھا' ایک غریب سپاہی اپنے دامن میں چھپا کر امیر کے پاس لاتا ہے'

www.abulhasanalinadwi.org

جب اس سے امیر لشکر نام پوچھتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ "میں نے جس کے لئے یہ کام کیا ہے' وہ میرا نام جانتا ہے" میں یہ نہیں کہتا کہ بعینہٖ اس قسم کے واقعات دہرائے جاسکتے ہیں' اور آسانی سے پھر یہ مثالیں قائم ہو سکتی ہیں' لیکن اگر دہرائے جاسکتے ہیں تو ایک زندہ مذہب کی سرپرستی اور اس کے سایۂ عاطفت میں اور خوفِ خدا اور آخرت کے محاسبہ کے اثر سے۔

اسلام اس سلسلے میں بڑی مدد کر سکتا ہے' اس کی تعلیمات بے لگام سرمایہ داری اور ارتکازِ دولت کے غلط رجحانات کا سدِّباب بھی کر سکتی ہیں' اور دولت کی منصفانہ تقسیم بھی' اسلام نے انسان کو دولت کا پرستار بننے سے روکا ہے' اس نے دولت کو اس کا صحیح مقام عطا کیا ہے' اس نے اس کو خدا کی نعمت بھی کہا ہے' اور فتنہ اور آزمائش بھی:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۂ تغابن۔۱۵) تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے اور خدا کے یہاں بڑا اجر ہے۔

اس نے انسان کو دولت مند اور اور سرمایہ دار کی طرف للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھنے سے منع کیا ہے' اور دولت کو ایک عارضی بہار قرار دیا ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (سورۂ طٰہٰ۔۱۳۱) اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اس شان و شوکت کو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے' وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دی ہے' اور تیرے رب کا دیا ہوا رزقِ حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید نے زمانۂ قدیم کے ایک سب سے بڑے سرمایہ دار انسان کو جو اخلاقی حیثیت سے پست لیکن مال ودولت کے اعتبار سے اپنی سوسائٹی میں سب سے بلند مقام پر تھا' ایک ناکام انسان کی حیثیت سے پیش کیا ہے' جو خدا کے عذاب کا نشانہ بنا اور اس کے لئے اس نے قارون کو ایک ضرب المثل کی حیثیت دی جو آج بھی مسلمانوں کے ادب و بول چال میں ایک مذموم اور قابل نفرت کردار ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۂ قصص)

اسلام دولت کی لامحدود افزائش اور اس کے نہ بجھنے والی پیاس کو ایک بڑی بیماری قرار دیتا ہے' جو انسانوں کے لئے مہلک ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِۙ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِؕ (سورۂ تکاثر) لوگو! تم کو مال کی کثرت کی حرص نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں' دیکھو! تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا' پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا' دیکھو! اگر تم جانتے ہو (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو ایسا دیکھو گے کہ عین الیقین (آجائے گا) پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔

ایک نو مسلم مفکر کا واقعہ

اس موقعہ پر مجھے ایک فاضل نو مسلم محمد اسد صاحب (سابق لیو

www.abulhasanalinadwi.org

پولڈویس) کا واقعہ یاد آیا جن کے لئے یہی آیت اسلام کو قبول کرنے کی وجہ بن گئی، وہ لکھتے ہیں:

"ستمبر ۱۹۲۶ء میں ایک مرتبہ اپنی بیوی کے ساتھ برلن کی زمین دوز ٹرین پر سوار تھا کہ اچانک میری نظر ایک آدمی پر پڑی جو میرے سامنے والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، وہ کوئی دولت مند اور خوش حال تاجر معلوم ہوتا تھا، ایک چھوٹا سا خوبصورت بیگ اس کی گود میں رکھا تھا، اور ہیرے کی ایک بڑی سی انگوٹھی اس کی انگلی میں نظر آرہی تھی، دفعتاً مجھے یہ خیال آیا کہ یہ دراصل اس خوشحالی اور فارغ البالی کا عکس ہے، جو ان دنوں وسط یورپ میں ہر شخص میں دیکھی جاسکتی ہے، لیکن جب میں نے اس خوش حال شخص کے چہرے پر نظر ڈالی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں کسی مطمئن اور پُر مسرت چہرے کو نہیں دیکھ رہا ہوں، وہ بہت زیادہ غمزدہ اور حرمان نصیب نظر آرہا تھا، اس کی نظریں خلاء کو گھور رہی تھیں، اگر بداخلاقی اور بدتمیزی پر محمول نہ کیا جائے تو میں کہوں گا کہ میں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر میں نے کمپارٹمنٹ میں اور لوگوں کی طرف نظر دوڑائی اور ان سب کے چہروں کو نگاہوں سے ٹٹولنے لگا جو بلا استثناء خوش حال نظر آرہے تھے، اور خوش پوشاک تھے، ہر چہرے پر میں نے ایک پوشیدہ غم کی جھلک دیکھی، میں نے اس کا ذکر اپنی بیوی سے کیا وہ بھی ایک ماہر فن کار اور آرٹسٹ کی طرح تمام لوگوں کے چہروں کو دیکھنے لگی، پھر حیرت کے ساتھ میری طرف رخ کر کے کہنے لگی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب جہنم کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں، میں یہ سوچتی ہوں کہ ان پر جو گزر رہی ہے، اس کی انہیں بھی خبر نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جب میں گھر واپس آیا تو اتفاقاً میری نظر میز پر پڑی اس پر قرآن کا ایک نسخہ رکھا ہوا تھا، غیر شعوری طور پر اچانک میری نگاہ ایک صفحے پر پڑ گئی، تو اس میں یہ آیت لکھی تھی "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" الی آخرہ، یہ ایسا قطعی جواب تھا کہ میرے سارے شکوک و شبہات ایک دم سے ختم ہو گئے اب میں نے یقینی طور پر سمجھ لیا کہ یہ کتاب جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، خدا ہی کی نازل کی ہوئی ہے، وہ اگرچہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک انسان کو عطا کی گئی تھی، لیکن اس میں بہت وضاحت کے ساتھ ایک ایسی چیز کی پیشن گوئی تھی، جو ہمارے اس پیچیدہ اور مشینی دور سے زیادہ واضح طور پر کسی اور دور میں سامنے نہ آئی ہو گی، تکاثر یعنی مال و دولت کی حرص و ہوس اور مسابقت ایک بھوت کی طرف لوگوں کے سروں پر سوار ہے، اب مجھے یقین ہو گیا کہ قرآن کسی انسان کی حکمت و دانائی کا نتیجہ نہیں ہے، مجھے قرآن کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اونچی اور گہری آواز سنائی دے رہی تھی، میرے دل کی گرہ کھل گئی اور میں برلن میں مسلمانوں کی انجمن کے صدر کے ہاتھ اسلام لے آیا[1]"۔

وہ تعلیمات جن کی یہ روح ہے ان سے دولت پیدا کرنے کے اس جنون کو کم سے کم معتدل کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

خیر امت

اسلام ہندوستان کے ایک بہتر، مستحکم اور صحت مند سماج کی تعمیر میں بڑی مدد کر سکتا ہے، اگر ہم مسلمان اس میں کوتاہی کر رہے ہیں، تو یہ اس

---

[1] "ROAD TO MECCA" ترجمہ کتاب کے اردو ترجمہ "طوفان سے ساحل تک" (ص ۱۸۰تا۱۸۳) سے ماخوذ ہے

www.abulhasanalinadwi.org

ملک کے ساتھ بڑی خیانت اور اپنی تعلیمات کے ساتھ بڑی ناانصافی ہے' ہم مسلمانوں کو بغیر کسی شرم جھجک اور احساس کمتری کے ملک کو درپیش ان خطرات کو دور کرنے کے لئے میدان عمل میں آنا چاہئے' یہ اس ملک کی خیر خواہی کا بھی تقاضہ ہے' اور ہمارے خیر امت ہونے کی بھی ذمہ داری ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (سورۂ آل عمران-۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے' تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہندوستان کو ایک پیام کی ضرورت

آج ہندوستان کو ایک پیام کی ضرورت ہے' ہندوستان دنیا کو کیا دے؟ اشتراکیت! کمیونزم! یا ماضی کی کوئی تہذیب! اشتراکیت کا پورا تجربہ تو ہندوستان سے باہر ہو چکا ہے' ہندوستان اس معاشی فلسفے میں دوسروں کا شاگرد بن سکتا ہے' استاد نہیں' رہا ہندوستان کا کوئی فلسفہ یا اس کی قدیم تہذیب تو اس میں دنیا کے لئے کوئی کشش (CHARM) نہیں' ہم اپنے کلچر و تہذیب اور فلسفے پر کتنا ہی ناز کریں مگر ہم دنیا کو اس کا قائل نہیں کر سکتے کہ ہمارا فلسفہ زیادہ عمیق اور ہماری تہذیب و ثقافت کی جڑیں زیادہ گہری ہیں' اور نہ ہم دنیا کی قوموں کو اس پر راضی کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی تہذیب کو ترک اور اپنے ماضی کو فراموش کر کے ہماری تہذیب کو اپنائیں اور ہمارے ماضی کو سینے سے لگائیں' اسی طرح ہندوستانی قومیت یا نیشنلزم میں بھی دنیا کے لئے کوئی کشش نہیں' دنیا میں

www.abulhasanalinadwi.org

سیکڑوں ہزاروں قومیں ہیں، سب کو اپنی قومیت عزیز ہے، اور ہر ملک میں قوم پرستی (NATIONALISM) کا دور دورہ ہے، یہ دعوت کی چیزیں نہیں بن سکتیں، ہاں اگر ہمارے پاس ایسا پیام ہو، جو انسان کو انسان کی غلامی سے نکالے، نفس و شیطان، دولت و قوت سب کی بندگی سے آزاد کرے جو نسل انسانی کے شرف اور عزت کو زندہ کرے اور انسان کی محبت اور خدمت کو عبادت قرار دے، جس کی نظر میں تمام انسان برابر ہوں اور ایک ہی ذات (خدا کی ذات) طاقت کا سرچشمہ اور حقیقی حکمرانی کے مقام پر ہو۔

آلا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط (سورۂ زمر۔۳۔) دیکھو! خالص بندگی خدا ہی کے لئے زیبا ہے۔

جس کی نظر میں کسی ملک کو کسی ملک پر، کسی فرد کو کسی فرد پر، کسی زبان اور تہذیب اور کلچر کو دوسری زبان تہذیب اور کلچر پر فوقیت حاصل نہ ہو، یہ دعوت ہندوستان اپنا سکتا ہے، اور دنیا کی قوموں میں ایک باوقار اور امتیازی مقام حاصل کر سکتا ہے۔

سکنڈ ہینڈ اسلام

افسوس ہے کہ گزشتہ ایک ہزار برس تک اس دعوت کو سمجھنے اور سمجھانے کی مؤثر اور مخلصانہ کوشش نہیں ہوئی، یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں جو اسلام پہونچا وہ سکنڈ ہینڈ اسلام تھا، یہ عربوں کے ذریعہ نہیں آیا بلکہ ترکوں، ایرانیوں اور مغلوں کے ذریعہ آیا، یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ وہ عرب اسلام کو لے کر اس ملک میں نہیں آئے جو اسلام کے لئے زیادہ مخلص

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کی سادہ و پُرکار دعوت کے لئے موزوں تر تھے' اسلام نے جن کو وجود اور حیات نو بخشی تھی' اور جو اسلام کے احسانات سے گراں بار تھے' اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ترکوں اور مغلوں نے اس ملک کو مستحکم حکومت عطا کی' تاتاریوں کے وحشیانہ حملوں سے اس کی حفاظت کی اور انہیں ایسا ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ ان کا سیلاب درّۂ خیبر اور ملتان کے قلعوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس چلا گیا' لیکن یہ حکمراں اسلام کو صحیح شکل میں اور بے میل طریقے سے اس ملک میں پیش نہیں کر سکے' اس علاقے میں عرب آتے تو مصر و شام' عراق و شمالی افریقہ کی طرح اسلام کے مستقل اور پائیدار اثرات چھوڑتے' وہ جس ملک میں جاتے تھے' وہاں مساوات' اخوت اور احترام انسانیت کا ایسا نمونہ پیش کرتے تھے کہ مفتوح قومیں انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتی تھیں' اور ان کو حاکم سے زیادہ اپنا محسن اپنے خاندان کا ایک فرد اور اپنا ہمدرد اور اپنا غمگسار سمجھنے لگتی تھیں۔

غیر مسلم بھائیوں سے گزارش

پھر بھی ان سب کے باوجود اس ملک کے دانشوروں کو چاہئے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا فرق سمجھیں' مسلمانوں کی عملی کمزوریوں کی وجہ سے وہ اسلام کے اعلیٰ اصولوں کو ترک نہ کریں' اور اس انتشار کو دور کریں جو اس ملک پر آزادی کے بعد سے طاری ہے' ہندوستان اگر اس پیام کو سمجھتا تو ڈھاکہ اور جکارتا سے استنبول اور رباط تک پھیلی ہوئی قوموں اور ملکوں کی قیادت کا مقام پا سکتا تھا' اور دورِ اعظم ایشیا اور افریقہ کا مسلّمہ لیڈر بن سکتا تھا۔

یہ تو ماضی کی بات ہے' اور اس پر آنسو بہانا اب بے کار ہے' مگر اس

www.abulhasanalinadwi.org

وقت بھی اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی ہے' تازہ واقعات میں جو ہمارے قریب پیش آئے ہیں' اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے' یہ تو سیاست کا کھیل تھا (اور سیاست ایسے خطرناک کھیل ہمیشہ کھیلتی رہی ہے' جن سے مذہب واخلاق مفت میں بدنام ہوتے ہیں) اسے اسلام کی ناکامی کا نام دیا گیا' حالانکہ جو کچھ ہوا وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کا نہیں بلکہ اسلام کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ تھا' مسلمانوں کا بہرحال یہ فرض ہے کہ وہ اس ملک کی خدمت کے لئے آگے بڑھیں اور ایک کشتی کے مسافروں پر جو مساوی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' انہیں محسوس کریں' مسلمان اس خطرناک خیال کو دل سے نکال دیں کہ اس ملک کی فلاح ونجات کی اصل ذمہ داری اکثریت پر ہے یا اس طبقہ پر جس کے ہاتھ میں ملک کی قیادت ہے' ہم مسلمان اس ملک کی خدمت اور اسے ایک مستحکم اور بہتر سماج عطا کرنے میں بنیادی رول ادا کرسکتے ہیں' ہماری مذہبی تعلیمات' ہمارا دین اس میں بہترین رہنمائی کرسکتا ہے' میں بغیر کسی تعلّی اور احساس برتری کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان سب سے زیادہ ان خطرات کو دور کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں' آپ ملی واجتماعی مسائل میں تواضع اور خاکساری سے کام نہ لیجئے اس خیال کو بھی چھوڑ دیجئے کہ بعض لوگ آپ کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں' اور آپ سے بار بار وفاداری کا ثبوت مانگتے ہیں' اپنی مفلسی' پسماندگی تعلیمی پستی' بے روزگاری کا حد سے بڑھا ہوا احساس ختم کیجئے' ان تمام کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری مدد ونصرت فرمائے گا' میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے واضح الفاظ میں کہوں گا کہ حب الوطنی کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ اس ملک کی فلاح اور استحکام کے لئے جہاں سے جو اچھی بات ملے اسے بلا کسی عصبیت کے

www.abulhasanalinadwi.org

قبول کریں' اسلامی تعلیمات سے گہری واقفیت رکھنے والی اور اس پر اتھارٹی مانی جانے والی شخصیتیں خود اس ملک میں موجود ہیں' ایسے ادارے موجود ہیں' جنہوں نے اسلامی کتب خانوں میں گراں قدر اضافہ کیا ہے' ہندوستانی مسلمان اسلامی تعلیمات کے فہم و عمل میں کسی طرح اپنے دوسرے اسلامی ممالک اور عرب ملکوں کے مسلمانوں سے کم نہیں بلکہ اسلامی فکر کی عمق اور گہرائی میں یہ بہت سے اسلامی ممالک کے علماء پر فائق ہیں' ہندوستانی مسلمانوں کا اسلامی علوم اور عربی زبان وادب میں حصہ (CONTRIBUTION) کسی دوسرے ملک کے مسلمانوں حتیٰ کہ کسی عرب ملک سے بھی کم نہیں' آج بھی اگر کچھ چیزیں ایسی ہیں' جو ہم عربوں سے سیکھ سکتے ہیں' تو کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں' جو ہم عربوں کو سکھا سکتے ہیں' اپنی اس قیمتی متاع سے فائدہ اٹھایئے اور اسے اس ملک کے استحکام اور ترقی میں استعمال کیجئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org